سیدۂ کونین جگر گوشہ رسالت مآب خیر النساء
زوجہ علی المرتضیٰ شیر خدا والدہ ماجدہ حسنین کریمین
سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا
رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ذکرِ خاتونِ جنت
خواتینِ اسلام کی دُنیا و آخرت سنوارنے کیلئے
مرتب
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
خلیفہ مجاز: دربارِ عالیہ نیریاں شریف
ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد
مفت حاصل کرنے اور ایصال ثواب کے لئے چھپوا کر تقسیم کرنے کیلئے رابطہ
0321-7611417

سیدۂ کونین جگر گوشۂ رسالت مآب خیر النساء
زوجۂ علی المرتضیٰ شیرِ خدا والدۂ ماجدہ حسنین کریمین

سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ذکرِ خاتونِ جنت

خواتینِ اسلام کی دُنیا و آخرت سنوارنے کیلئے

مرتب

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

خلیفہ مجاز: دربارِ عالیہ نیریاں شریف

ناشر

صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

عرضِ مرتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارکہ پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ صبحِ قیامت تک ذکر رسول ﷺ و ذکر آل رسول ﷺ ہوتا رہے گا۔ ماہِ رمضان المبارک کی 3 تاریخ کو خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مبارک ہوا۔ اسی مناسبت سے سیدہ خاتون جنت کی مبارک سیرت اور ذکر خطبات میں کیا جاتا ہے۔ اہل ایمان فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرکز نور مرکزی جامع مسجد محی الدین میں شانِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے معاشرے میں خواتین اسلام کو سیرت خاتون جنت سے آگاہی کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور اکثر مساجد میں صرف مرد حضرات ہی خطابات سماعت کرتے ہیں۔ اس لیے خواتین اسلام محروم رہتی ہیں۔ آرزو تھی سیرت مبارکہ ہر ماں، بہن، بیٹی پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سنوار سکے۔ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے مناقب عالی بیان کرنا سعادت بھی ہے اور تقاضائے ایمان بھی۔ ایمان کی جان حضور پُر نور ﷺ کی لختِ جگر، حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی زوجہ خاتون جنت کی کس قدر عظمتوں کا بیان ہے۔ جنتی خواتین کی سردار...... شہزادے جنتی جوانوں کے سردار...... جن سے ہے حضور پر نور ﷺ کو کمال درجہ پیار...... اور حضور ﷺ نے ہر جگہ اس پیار کا کیا اظہار...... میرے اور آپ کے لیے ذکر خاتون جنت میں ہے۔ بہار ہی بہار...... مختصر ذکر خاتون جنت شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اس اُمید پر ان کے ذکر پاک کی برکات معاشرے میں تقسیم ہوں۔ ماحول معطر ہو۔ خواتین اسلام کی بقا کا سامان ہو سکے۔

محتاجِ دعا

محمد عدیل یوسف صدیقی

ابتدائیہ

حضور نبی کریم ﷺ نے تا قیامت اپنے اہلِ اُمّت کے لیے دو چیزیں بطور ورثہ چھوڑیں۔ اُن دو گراں قدر چیزوں میں ایک کتاب اللہ ہے اور دوسری آپ ﷺ کی عِترت و اہلِ بیت۔ اس ضمن میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے یہ بھی ایک موقع پہ اضافی ارشاد فرمایا کہ کتاب اللہ اور اہلِ بیت و عترتِ رسولِ مقبول ﷺ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کریں۔ حضرت احمد مختار ﷺ کی چار طاہر و طیّب بیٹیاں حضرت اُم المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطنِ نوری سے پیدا ہوئیں۔ ان صاحبزادیوں کے اسم ہائے مقدس، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔

صاحبِ روضۃ الواعظین نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش سے کافی عرصہ پہلے نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ مجھے روح الامین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ بیٹی تولد ہوگی اور اس کا نام فاطمہ رکھا جائے کہ یہ اُن کا نسلی نام ہوگا۔ اس کے معنی پاک، بابرکت، پاکیزہ اور نجتہ اطوار کے ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مناقبِ عالی، انسانی فہم و ادراک سے بالا ہیں۔ ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سید الانبیاء والمرسلین جنابِ احمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ آپ کے شوہرِ نامدار امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ، آپ کی مادرِ مشفق اُم المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ کے فرزندانِ والا گہر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

مفکرِ اسلام علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے رموزِ بیخودی میں کیا خوب لکھا ہے:

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول رضی اللہ عنہا

مادراں را اسوۂ کامل بتول رضی اللہ عنہا

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت

با یہودی چادرِ خودرا فروخت

نوری و ہم آتشی فرماں برش

گم رضایش در رضائے شوہرش

آں ادب پروردۂ صبر و رضا

آسیا گردان و لب قرآں سرا

گریہ ہائے او زِبالیں بے نیاز

گوہر افشاندے بدامانِ نماز

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں بردار بیٹی تھیں اور حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس بھی تھیں۔ انہوں نے اپنے والدِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کوئی فرمائش نہیں کی۔ آپ حضورِ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا نمونہ تھیں۔ اخلاق و عادات اور گفتگو میں رسول اللہ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔ سخاوت کا یہ عالم کہ کبھی کسی سائل کو اپنے دَر سے خالی ہاتھ نہ لوٹایا۔ بطور عادت آپ ہمیشہ دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتیں اور ہر چھوٹے بڑے سے نرمی اور مہربانی سے پیش آتیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد عزیز تھیں۔ وہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے اور صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پاس بٹھا لیتے۔ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے کمال درجہ پیار اور محبت بھری تکریم سیدہ کی فضیلت پر دال ہے اور ان کے بلند رتبہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس عالی گوہر خاتون نے آغوشِ رسالت میں اصولِ زندگی سیکھے اور ان پر کما حقہ عمل کیا۔ چنانچہ معرفتِ الٰہی، اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تقویٰ و پاکیزگی، عفت مآبی، توکل اور راضی برضائے الٰہی کے باعث آپ آسمانِ اسلام کا

درخشندہ ستارہ بن گئیں۔

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حاضرینِ مجلس کو اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کردوں۔ پس تم سب گواہ ہو کہ میں نے چار سو مثقال چاندی کے حق مہر کے عوض ان کا عقد کردیا بشرطیکہ علی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت حاضر نہ تھے) رضامند ہوں۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے ارشادِ نبوی سن کر عرض کیا کہ میں راضی ہوں۔ نکاح کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ زوجین کی پریشانیوں کو رفع کرے اور ان کی نسل کو معزز کرے اور میاں بیوی پر خداوندِ کریم کی برکت نازل ہو اور ان کی پاکیزہ نسل کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائے۔

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور فوراً کچھ کھانے کو مانگا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ مسلسل تین روز سے گھر میں اناج کا ایک دانہ تک نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ جواباً سیدہ نے فرمایا کہ اے شوہرِ محترم میرے والدِ گرامی رضی اللہ عنہ نے رخصتی کے وقت مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ میں کبھی کوئی سوال کر کے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی سے آٹا پیس پیس کر ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر بار کی صفائی اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے لیکن آپ رضی اللہ عنہا اس مشقت سے گھبراتی نہ تھیں۔ گھر کے دھندوں کے علاوہ یہ پاک بی بی رضی اللہ عنہا عبادتِ الٰہی بھی کثرت سے کیا کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مسلمان عورت کے اوصاف کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ "عورت کو چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے۔ اپنی اولاد پر شفقت کرے اور اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اپنی زینت چھپائے۔ نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھنے پائے"۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادی کا یہ جواب سن کر بہت مسرور ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی بار مختلف موقعوں پر ارشاد فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت پاک پر عمل کرنے اور اُن کے اسوۂ حسنہ پر اپنے اخلاق و کردار کو استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

☆☆☆

مناقب

حضور نبی کریم، قاسم جنت وکوثر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بِضْعَتِي فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِي۔

ترجمہ: فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔

(صحیح بخاری، ج:۱، صفحہ:۵۳۲)

بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے:

''فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ایک حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی''۔

(بخاری، جلد:۲، ص:۶۸۷)

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا:

سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ: فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں۔

(البدایہ والنہایہ، حافظ ابن کثیر)

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ نساء العالمین (تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار) ہیں''۔

(''الاصابہ'' حافظ ابن حجر)

☆☆☆☆☆

(درود شریف کی کثرت کریں کہ یہ قربِ رسول ﷺ کا ذریعہ ہے۔)

(فرمان حضرت خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ)

مادراں را اسوۂ کاملِ بتول رضی اللہ عنہا

(حکیم الامۃ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول رضی اللہ عنہا
مادراں را اسوۂ کامل بتول

ترجمہ: حضرت سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی شان یہ ہے کہ وہ تسلیم ورضا کی کھیتی کا حاصل اور ماؤں کے لیے تقلید کا مکمل اور بہترین نمونہ ہیں۔

بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودی چادرِ خودزا فروخت

ترجمہ: ایک محتاج کی خاطر ان کا دل ایسا تڑپا کہ اس کی اعانت کے لیے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کردی۔

نوری وہم آتشی فرماں برش
گم رضایش در رضائے شوہرش

ترجمہ: نوری بھی اور ناری بھی سب ان کے فرماں بردار تھے۔ انہوں نے شوہر کی رضا میں اپنی رضا گم کردی۔

آن ادب پروردۂ صبر ورضا
آسیا گردان ولب قرآن سرا

ترجمہ: انہوں نے صبر ورضا والے ایسے ماحول میں پرورش پائی تھی کہ چکی چلاتی رہتی تھیں اور لب ہائے مبارک پر قرآن کی تلاوت جاری ہوتی تھی۔

گریہ ہائے او زبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامانِ نماز

ترجمہ: ان کا گریہ تکیہ سے بے نیاز تھا وہ اپنے آنسوؤں کے موتی جانماز پر گرایا کرتی تھیں (کیونکہ

ان کی راتیں بستر پر نہیں بلکہ مصلّے پر گزرتی تھیں۔)

اشکِ او برچید جبریلِ امیں
ہم چو شبنم ریخت برعرشِ بریں

ترجمہ: ان کے آنسو جبریلِ امین زمین سے چنتے تھے اور قطراتِ شبنم کی طرح انہیں عرشِ بریں پر ٹپکا دیتے تھے۔

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست
پاسِ فرمانِ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ست

ترجمہ: میرے پاؤں میں شریعت کے رشتے کی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا پاس ہے۔

ورنہ گردِ تربتش گردیدے
سجدہ ہا برخاکِ او پاشیدے

ترجمہ: ورنہ میں ان کی تربت کا طواف کرتا......اور اپنے سجدے اس کی خاک پر نچھاور کرتا۔

☆☆☆☆☆

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ مسلمان عورت کے اوصاف کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ

"عورت کو چاہیے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے۔ اپنی اولاد پر شفقت کرے اور اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اپنی زینت چھپائے۔ نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھنے پائے"۔

نام و القاب

اسمِ گرامی فاطمہ ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ فطم کے معنی لغت میں بچے کو دودھ پینے سے روکنے کے ہیں تو گویا فاطمہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو دوزخ کی آگ سے روکنے والی ہیں۔

چند مشہور القاب یہ ہیں:

نمبر	لقب	معنی
(۱)	زَہراء	یعنی تازل پھول کی طرح پاکیزہ...... حسین وجمیل۔
(۲)	بتول	اللہ کی سچی اور بے لوث بندی...... اللہ کی راہ میں دنیا سے قطع تعلق کر لینے والی۔
(۳)	سیدۃ النساء العالمین	سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار
(۴)	سیدۃ النساء اهل الجنۃ	جنت کی عورتوں کی سردار
(۵)	زاکیہ	نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ عادات واخلاق والی
(۶)	راضیہ	اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر راضی رہنے والی
(۷)	بِضعۃ الرسول علیہ وسلم صلی اللہ	جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(۸)	البِضعۃ النبویۃ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر
(۹)	ام اَبیها	کریمۃ الطرفین۔ باپ اور ماں دونوں کی نسبت سے عالی مرتبہ
(۱۰)	طاہرہ	پاک باز خاتون
(۱۱)	مطہرہ	پاک صاف خاتون
(۱۲)	مرضیہ	اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر چلنے والی
(۱۳)	عذرا	دوشیزہ

شادی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک آزاد کردہ لونڈی نے ایک دن ان سے پوچھا:

''کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بھیجا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''معلوم نہیں''۔

اس نے کہا: ''آپ کیوں پیغام نہیں بھیجتے؟''

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں''۔

اس نیک بخت نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور کچھ فطری حیا کی وجہ سے کہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکے اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی توجہ فرمائی اور پوچھا:

''علی آج خلافِ معمول بالکل ہی چُپ چاپ ہو، کیا فاطمہ سے نکاح کی درخواست لے کر آئے ہو؟''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''بے شک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارے پاس حق مہر ادا کرنے کے لیے بھی کچھ ہے؟''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہیں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھوڑا تو لڑائی کے لیے ضروری ہے، زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت لے آؤ''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ زرہ فروخت کے لیے صحابہ کے سامنے پیش کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ۴۸۰ درہم پر یہ زرہ خرید لی اور پھر ہدیۃً حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس دے دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ رقم لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی حاصل کر لی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ کی قیمتِ فروخت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صَرف کرو اور ایک تہائی سامانِ شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو''۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔ (خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے حضور ﷺ پر وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی وہ کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا جائے)۔

جب بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربارِ رسالت (مسجد نبوی) میں جمع ہو گئے تو حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

''اے گروہِ مہاجرین و انصار مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں۔ میں تمہارے سامنے اسی حکم کی تعمیل کرتا ہوں''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی لختِ جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے:

(۱)......ایک بسترِ مصری کپڑے کا، جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

(۲)......ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

(۳)......ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(۴)......ایک مشکیزہ۔

(۵)......دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لیے۔

(۶)......ایک چکی (ایک روایت میں ۲ چکیاں درج ہیں)۔

(۷)......ایک پیالہ۔

(۸)......دو چادریں۔

(۹)......دو بازو بند نقرئی۔

(۱۰)......ایک جانماز۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اشیاء اس مقصد کے لیے منگوائی تھیں ان سب کا مالیدہ تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ باہر جا کر جو مسلمان بھی ملے اسے اندر لے آؤ۔ چنانچہ بہت سے مہاجرین وانصار کو اس بابرکت دعوت میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب مہمانوں نے کھانا کھالیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ کھانا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعوتِ ولیمہ میں حاضر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس سے بہتر اور عمدہ دعوتِ ولیمہ کسی کی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے گوشت اور چھوہارے سے کھانا تیار کرایا۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں کو بلا بھیجا اور اپنے دستِ مبارک سے مہمانوں میں تقسیم فرمایا۔

☆☆☆☆

ازدواجی زندگی

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ' اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیدہ بھی اپنے شوہر نامدار کا دل وجان سے احترام کرتی تھیں اور ان کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لختِ جگر کو ہمیشہ نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ عورت کا سب سے بڑا فرض خاوند کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔ اس لیے وہ علی رضی اللہ عنہ کی ہر طرح اطاعت کریں۔ دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تاکید فرماتے رہتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اچھا برتاؤ کرو۔ چنانچہ میاں بیوی کے مثالی تعلقات کی وجہ سے ان کا گھر جنت کا نمونہ بن گیا تھا۔ تاہم دو چار موقعے ایسے ضرور پیش آئے جن میں میاں بیوی میں معمولی رنجش پیدا ہوگئی، انسانی فطرت اور زمانے کے اقتضا کے پیشِ نظر میاں بیوی کے تعلقاتِ معاشرت میں ایسے اتفاقات کا پیش آجانا کوئی انہونی بات نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رنجش بھی محض اتفاقی تھی اور جونہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے مداخلت فرمائی ان کے دلوں میں ملال کا شائبہ تک نہ رہا۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی بات پر کچھ رنجش ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے گھر تشریف لے گئے! اس وقت روئے انور پر حزن وملال کے آثار نمایاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سمجھا بجھا کر صفائی کرادی۔ جب باہر تشریف لائے تو بہت بشاش تھے اور چہرۂ مبارک فرطِ مسرت اور اطمینان سے چمک رہا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا...... "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ گھر کے اندر گئے تو چہرۂ مبارک متغیر تھا اور باہر تشریف لائے ہیں تو بہت خوش اور مطمئن نظر آرہے ہیں یہ کیا بات ہے؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے ان دو شخصوں میں صلح صفائی کرادی جو مجھے بہت زیادہ عزیز ہیں"۔ (مدارج النبوۃ)

اسی طرح ایک بار اور میاں بیوی میں کچھ شکر رنجی ہوگئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت لے کر گئیں۔ ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے شکایت پیش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی ذرا خیال کرو ایسا کون سا شوہر ہے جو اپنی بیوی کے پاس اس طرح خاموش چلا آتا ہے''۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضور ﷺ نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

''بیٹی میری بات غور سے سنو، کوئی میاں بیوی ایسے نہیں ہیں جن کے درمیان کبھی اختلاف رائے پیدا نہ ہو اور کون مرد ایسا ہے جو ہر کام بیوی کے مزاج کے مطابق ہی کرتا ہے اور اپنی بیوی کی کسی بات پر ناخوشی کا اظہار نہیں کرتا''۔

رحمتِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''خدا کی قسم آئندہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو یا جس سے تمہاری دل شکنی ہو''۔ (طبقاتِ ابنِ سعد و اصابہ لابنِ حجر)

''مدارج النبوۃ'' میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرما دی تھی۔ چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ وہ سب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ تھے اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھے اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا، تمہارے ابنِ عم کہاں ہیں؟ بولیں، مجھ میں اور ان میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصہ میں چلے گئے

ہیں اور یہاں (دوپہر کو) نہیں لیٹے۔رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، دیکھو وہ کہاں ہیں۔ اس نے آکر خبر دی کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور مٹی جسم میں لگ گئی تھی۔رسول اللہ ﷺ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔اٹھو ابوتراب، اٹھو ابوتراب"۔

حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھر لائے اور دونوں میاں بیوی میں صلح کرادی۔اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہلایا جانا عمر بھر بہت محبوب رہا۔

متذکرہ بالا تین چار اتفاقی واقعات کے سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی ہمیشہ نہایت خوشگوار رہی اور ان کا گھر پاکیزگی، اطمینان، سادگی، قناعت اور سعادت کا گہوارہ بنا رہا۔

☆......ایک بار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بخار آگیا۔رات انہوں نے سخت بے چینی میں کاٹی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔فجر کی اذان سن کر بیدار ہوا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وضو کر رہی ہیں۔ میں نے مسجد میں جا کر نماز پڑھی واپس آیا تو دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں۔میں نے کہا، فاطمہ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا۔رات بھر تمہیں بخار رہا۔صبح اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرلیا۔اب چکی پیس رہی ہو۔خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اگر میں اپنے فرائض ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو کچھ پروا نہیں ہے۔میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، اللہ کی اطاعت کے لیے اور چکی پیسی تمہاری اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لیے۔

☆......سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری مادرِ گرامی کی زندگی میں باہر کے تمام کام ہمارے والدِ بزرگوار انجام دیتے تھے اور گھر کے اندر تمام کام کاج، کھانا پکانا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا وغیرہ سب ہماری مادرِ گرامی خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔

☆......کھانے کا یہ اصول تھا کہ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔

☆......ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر پر گھاس کا ایک گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو۔ اس وقت وہ کسی کام میں مصروف تھیں جلد نہ اٹھ سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا: ''معلوم ہوتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو''۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے معذرت کرتے ہوئے کہا، ہرگز نہیں میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلد نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہوئے اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہیں میں انہیں کرنے میں سبکی کیسے محسوس کر سکتی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا جواب سن کر متبسم ہو گئے اور کوٹھڑی کے اندر چلے گئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہی اوصاف و خصائل تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حسنِ معاشرت کیسا تھا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

''فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھی جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو سے اب تک میرا دماغ معطر ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا''۔

☆☆☆☆☆

شمائل وخصائل

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی صورت اور گفتار ورفتار سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھی۔ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ظاہری وباطنی اوصاف ان کی ذات میں موجود تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ شکل وصورت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہت مشابہ تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے طور وطریق کی خوبی، اخلاق وکردار کی پاکیزگی، نشست وبرخاست، طرزِ گفتگو اور لب ولہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار بھی بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تھی۔

اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رفتار وگفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن ہم سب بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے سے آئیں، بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال تھی۔ ذرا بھی فرق نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے تپاک سے بلا کر (مرحبا یا بنتی کہہ کر) پاس بٹھالیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کان میں کچھ فرمایا، وہ رونے لگیں۔ ان کو روتے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اُن کے کان میں کچھ کہا، وہ ہنسنے لگیں۔

میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، فاطمہ تمام بیویوں کو چھوڑ کر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے راز کی باتیں کہتے ہیں اور تم روتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ (رونے اور ہنسنے کا سبب) پوچھا۔ انہوں نے کہا، میں ابا جان کا راز فاش نہیں کروں گی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، فاطمہ میرا تم پر جو حق ہے میں تم کو اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اس دن کی بات مجھ سے کہہ دو۔ انہوں نے کہا، ہاں اب ممکن ہے، میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جلد وفات کی خبر دی تھی اور ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فاطمہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تم دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔

عبادت اور شب بیداری

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو عبادتِ الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔ وہ قائم اللیل اور دائم الصوم تھیں۔ خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ مسجد نبوی کے پہلو میں گھر تھا۔ سرورِ عالم ﷺ کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔ ان میں عقوبت اور محاسبۂ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آجاتا تھا۔ تلاوت قرآن کرتے وقت عقوبت و عذاب کی آیات آجاتیں تو جسمِ اطہر پر کپکپی طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوجاتا ہے۔

زبان پر اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ خدا کا ذکر کرتی جاتی تھیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ گھر کے کام کام میں لگی رہتی تھیں اور قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ وہ چکی پیستے وقت بھی (کوئی گیت گانے کی بجائے) قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں۔

علامہ اقبال نے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے:

آن ادب پروردہ صبر و رضا   آسیا گردان ولب قرآں سرا

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا بیان ہے کہ فاطمہؓ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عبادت کرتی تھیں لیکن گھر کے کام دھندوں میں فرق نہ آنے دیتی تھیں۔

سیدنا حضرت حسنؓ بن علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محرابِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد وثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے مانگتی تھیں۔

عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلّے آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادرِ گرامی نماز کے لیے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں، اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ مادرِ گرامی نے مومنین اور مومنات کے لیے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔

میں نے عرض کیا ''اماں جان آپ نے سب کے لیے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی؟''

فرمایا: ''بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا''۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں۔

بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادت الٰہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ و ریشے میں سما گئی تھی۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر گرہستی کے کام کاج کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

اسی لیے ان کا لقب بتول پڑ گیا تھا۔

☆☆☆☆

زُہد وقناعت

جس زمانے میں فتوحات اسلام روز بروز وسعت پذیر ہو رہی تھیں، مدینہ منورہ میں بکثرت مالِ غنیمت آنا شروع ہو گیا تھا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ فاتح کو لڑائی کے بعد جو مالِ غنیمت ہاتھ آتا اس کا تین چوتھائی لشکر کا حصہ ہوتا اور ایک چوتھائی فریقِ غالب کے سردار کا۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم الٰہی

اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاكِیْنِ

(یعنی اے مسلمانوں جان رکھو کہ جو مال تم لڑائی میں حاصل کر لاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے) کے مطابق اس رواج میں تبدیلی کر دی اور صرف پانچواں حصہ اپنے پاس رکھ کر چار حصے عامۃ المسلمین میں تقسیم کر دیتے۔ اپنا حصہ بھی حضور ﷺ سب راہِ خدا میں صرف کر دیتے اور فقر و فاقہ اور قناعت سے اپنی زندگی گزارتے حتیٰ کہ ازواجِ مطہرات اور اپنی لختِ جگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے بھی آپ ﷺ نے آسائش کا کوئی انتظام نہ فرمایا، اگر کبھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اشارۃً کنایۃً لونڈی یا کنیز کے لیے استدعا کرتیں تو حضور ﷺ فرماتے...... ”بیٹی فقراء اور یتامیٰ کا حق فائق ہے“۔ کبھی ان کی دوسرے طریقوں سے سمجھا بجھا کر تسلی و تشفی فرما دیتے۔

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”فاطمہ چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے (گھٹے) پڑ گئے ہیں اور چولھا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضور ﷺ کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں جاؤ اپنے ابا جان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ“۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم و حیا حرفِ مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر بارگاہ نبوی میں حاضر رہ کر گھر واپس آ گئیں اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کنیز مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لیے درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو کوئی لونڈی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحاب صُفّہ کی خورد ونوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر دونوں میاں بیوی خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا لونڈی مانگنے کے لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکیں کیونکہ ان کے مزاج میں شرم و حیا بہت زیادہ تھی۔ آخر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آ گئیں۔ ام المومنین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچائی تو دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

''فاطمہ'' کل تم کس غرض کے لیے میرے پاس گئی تھیں''۔

سیدہ رضی اللہ عنہا شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کر سکیں۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں۔ ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی مانگ لاؤ تا کہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے۔ یہی درخواست لے کر یہ کل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹی بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حقدار ہیں''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''تم جس چیز کی خواہش مند تھیں اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو

بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو۔ اور سوتے وقت تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے لونڈی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا''۔

ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا مسجد نبوی میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''یہ کہاں سے آیا ہے''۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''ابا جان تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی تھی، جب بچوں کو کھلا رہی تھی خیال آیا کہ ابا جان کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں معلوم نہیں وہ کس حال میں ہوں، اے خدا کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی ہے''۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی تناول فرمائی اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے میری بچی چار وقت کے بعد روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں پہنچا ہے''۔

ایک دفعہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک جاں نثار حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور اپنی لختِ جگر کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہنچ کر داخلے کی اجازت مانگی۔ اندر سے سیدہ رضی اللہ عنہا کی آواز آئی ''تشریف لائیے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے ساتھ عمران بن حصین بھی ہیں''۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''ابا جان! اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے کہ پردہ کروں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک اندر پھینک دی اور فرمایا ''بیٹی اس سے پردہ کرلو''۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حال پوچھا۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ''ابا جان شدت درد سے بے چین ہوں اور بھوک سے نڈھال

ہوں کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اے میری بچی صبر کر، میں بھی آج تین دن سے بھوکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جو کچھ مانگتا وہ ضرور مجھے عطا کرتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی''۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دستِ شفقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پشت پر پھیرا اور فرمایا:

''اے لختِ جگر دنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو، تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو''۔

☆......ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔ شام کے قریب ایک تاجر کے اونٹ آئے اسے اونٹوں سے سامان اتروانے کے لیے ایک مزدور کی ضرورت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا اور پہر رات تک اس کے اونٹوں کا سامان اتارا۔ تاجر نے ایک درہم محنت کا معاوضہ دیا۔ چونکہ رات زیادہ آ چکی تھی اس لیے خورد و نوش کی دکانیں بند ہو چکی تھیں تاہم ایک دوکان سے جَو مل گئے۔ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ایک درہم کے جَو لے کر گھر آئے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دیر سے راہ تک رہی تھیں۔ شوہر نامدار کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئیں۔ جَو ان سے لے کر چکی میں پیسے، پھر ان کو گوندھا، آگ جلائی اور روٹی پکا کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی، جب وہ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت سید البشر ﷺ کا یہ قولِ مبارک یاد آیا کہ فاطمہ دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے۔

☆......ایک دن رسول اکرم ﷺ کے خانۂ اقدس میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ سیدہ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر کا بھی یہی حال تھا۔ حضور ﷺ بھوک کی حالت میں کاشانۂ اقدس سے باہر نکلے۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مل گئے۔ اتفاق سے وہ بھی اس دن فاقہ سے تھے۔ حضور ﷺ ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں گئے ہوئے تھے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے حضور ﷺ کو اھلاً و سھلاً کہا۔ حضور ﷺ نے پوچھا، ''ابو ایوب کہاں ہیں''۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا باغ مکان کے بالکل قریب تھا انہوں نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے گھر پہنچے اور یہ گچھا مہمانانِ عزیز کی خدمت میں پیش کیا، اس کے ساتھ ہی فوراً ایک بکری ذبح کی۔ آدھے گوشت کا سالن پکوایا اور آدھے کے کباب بنوائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی پر کچھ گوشت رکھ کر فرمایا:

"اسے فاطمہ کو بھیج دو اس پر کئی دن کا فاقہ ہے"۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے تعمیلِ ارشاد کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقائے کرام کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہ پُر تکلف کھانا کھاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بندوں سے دنیاوی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ (یعنی ان نعمتوں کا حق تم نے کیسے ادا کیا)۔

☆..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس آ کر دریافت فرمایا، "میرے دونوں بیٹے حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟"

میں نے عرض کیا: "ابا جان آج صبح ہمارے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی، علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ان دونوں بچوں کو ساتھ لے کر فلاں یہودی کے پاس (مزدوری کے لیے) جا رہا ہوں، ایسا نہ ہو کہ یہ بچے کھانے کے لیے روئیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے ہیں اور ان کے قریب چند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے علی اس سے پہلے کہ دھوپ تیز ہو جائے ان بچوں کو واپس گھر لے جاؤ"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے گھر میں کھانے کے لیے کوئی

چیز نہیں ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر تشریف رکھیں میں درخت سے گری ہوئی کھجوریں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے چن لوں"۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے رُک گئے اور اس اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے لیے کھجوریں چن کر ایک کپڑے میں ڈال لیں اور چل پڑے۔ بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ ﷺ نے اٹھا لیا اور ایک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح سب گھر پہنچے۔

☆......ایک دن سرور عالم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اس میں بھی تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"فاطمہ دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نیک اجر دے گا"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ سامنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور بالکل حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ قریب ہو، یہ ذرا قریب ہوئیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا، اے فاطمہ قریب ہو، یہ ذرا اور قریب ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے اے فاطمہ قریب ہو۔ یہ آپ ﷺ سے اور قریب ہو گئیں اور بالکل آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ اس وقت ان کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خون نہیں رہ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں پھیلائیں پھر اپنی ہتھیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھی اور اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا، اے میرے اللہ، بھوکے کے پیٹ کو بھر دینے والے اور حاجت کو پورا کرنے والے اور گرے ہوئے کو بلند کرنے والے، فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کو بھوکا نہ رکھ۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر جو پیلا پن تھا وہ جاتا رہا اور خون ظاہر ہو گیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ اے عمران مجھے اس وقت سے کبھی بھوک نے نہیں ستایا۔ (طبرانی)

ایثار و سخاوت

ایک دفعہ قبیلہ بنو سُلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا:

''کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟''

انہوں نے عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ...... قسم ہے اللہ کی'' بنو سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں''۔

حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟''

سید الخزرج حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں''۔

حضور ﷺ نے فرمایا:''تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے؟''

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نو مسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا:''کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا...... سیدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کون ہے؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی''اے سچے رسول ﷺ کی بیٹی، اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے''۔

سیدہ عالم رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اے سلمان، خدا کی قسم آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر

شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ بنتِ محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو"۔

حضرت سلمان اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ عالم رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باپ ﷺ پر ایمان لایا"۔

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دی۔ وہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیں۔ انہوں نے کہا،

"اے میرے آقا ﷺ کی لختِ جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجئے"۔

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"سلمان جو چیز میں راہِ خدا میں دے چکی ہوں وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں"۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا، آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی:

"بارِ الٰہا فاطمہ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا"۔

علامہ اقبال نے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودی چادرِ خود راہ فروخت

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا، "میں بھوکا ہوں" حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دستِ سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ○ (الدهر)

ترجمہ: اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

☆......ایک مرتبہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟

سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہِ خدا میں دے دوں"۔

☆......سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والدِ بزرگوار (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا) نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو"۔ والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور مجھ سے فرمایا "جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا"۔

باپ بیٹی کی محبت

سرورِ عالم ﷺ کو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی اور سیدہ رضی اللہ عنہا بھی حضور ﷺ سے والہانہ محبت کرتی تھیں۔ خادمِ رسول اللہ ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جب کبھی آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آکر ملتے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ازراہِ محبت کھڑے ہوجاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہوجاتیں، محبت سے آپ ﷺ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

رسولِ اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ (مدارج النبوۃ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ اگر سرورِ عالم ﷺ کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی

کیفیت ہوتی تھی۔ حضور ﷺ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ ﷺ اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی بھجواتے۔ اگر کہیں سے کوئی کھانے پینے کی چیز آجاتی تو آپ ﷺ اس میں سے بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ضرور نکالتے اور ان کو بھجوا دیتے کہیں سے کپڑا آتا تو وہ بقدرِ مناسب سیدہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے۔ اگر کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے اور سیدہ رضی اللہ عنہا گھر میں بھوکی ہوتیں تو میزبان کی اجازت سے ان کے لیے کچھ کھانا بھیج دیتے۔

☆...... حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ ﷺ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور ﷺ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے، پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے پھر ازواجِ مطہرات کے یہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لے چلے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپ ﷺ کا چہرہ چومنا شروع کر دیا۔ (بروایتِ دیگر آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا، آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی ادنیٰ سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔ (کنز العمال، طبرانی، ہیثمی، حاکم)

☆☆☆☆☆

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سفرِ آخرت

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا سب سے زیادہ صدمہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہوا۔ وہ ہر وقت غمگین اور دل گرفتہ رہنے لگیں۔ اہلِ سیر کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو بھی خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آ پہنچا جس کی وہ اسی دن سے منتظر تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا تھا کہ میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے عالمِ آخرت میں ملو گی۔

علامہ محبّ طبری نے ''ریاض النضرۃ'' میں حضرت علی (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) بن حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آگے تشریف لائیے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن! آپ کی موجودگی میں؟ انہوں نے کہا، ہاں آپ آگے تشریف لائیے۔ خدا کی قسم آپ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہ رات کو دفن کردی گئیں۔

(ریاض النضرۃ جلد ۱، ص:۱۵۶)

علامہ ابنِ سعد نے ''طبقات'' میں مکمل سند کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے:

''ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں''۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۱۹ طبع لیڈن یورپ)

☆☆☆☆

ماہنامہ محی الدین حاصل کرنے کیلئے رابطہ نمبرز

حاجی محمد الیاس صدیقی (لاہور)	0300-9431346
محمد عامر شہزاد صدیقی (خانیوال)	0303-7866993
قیصر سبحانی صدیقی (کڑیانوالہ ضلع گجرات)	0301-6200622
خلیفہ محمد اعظم صدیقی (ساہیوال)	0333-6917467
محمد محسن صدیقی (مانانوالہ)	0300-8850124
خلیفہ محمد صدیق صدیقی (ہزاری شریف آزاد کشمیر)	0345-7679375
خلیفہ علامہ مظہر الحق صدیقی (گجرات)	0346-6011700
خلیفہ علامہ فیض الحق صدیقی (چڑھوتی آزاد کشمیر)	0346-5188653
خلیفہ برکت حسین صدیقی (کہوٹہ)	0300-9146279
محمد نصیب بٹ صدیقی (گوجرخان)	0345-5585090
خلیفہ محمد شریف ڈار صدیقی (لاہور)	0321-4849639
خلیفہ نذیر خان صدیقی (سیالکوٹ)	0347-7863232
علامہ ضیاء الرحمان صدیقی (سیالکوٹ)	0334-4712874

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا
بیٹی یہ بتاؤ عورت کی سب سے اچھی
صفت کون سی ہے۔
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:
"عورت کی سب سے اچھی صفت
یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور
نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے"۔
احیاء العلوم
علامہ حافظ
محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب
خلیفہ مجاز: دربارِ عالیہ نیریاں شریف
مدیر: ماہنامہ محی الدین فیصل آباد
0321-7611417